بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نقشِ آغاز

- یک جہتی کونسل کی ملک میں نفاذِ شریعت کیلئے اعلیٰ اختیاراتی کمیٹی کی تشکیل ۔
- آزادی کے ۴۸ سال ، آئینہ سامنے ہے ۔
- اور کچھ یک جہتی کونسل کے زعماء کی خدمت میں

ملک کی گیارہ دینی جماعتوں کے اتحاد "ملی یک جہتی کونسل" کے چھٹے اجلاس میں دینی جماعتوں کی نمائندہ اعلیٰ اختیاراتی کمیٹی تشکیل دے دی گئی ہے ۔ کمیٹی کے چیئرمین مولانا سمیع الحق ہوں گے کونسل کی نفاذِ شریعت کمیٹی پارلیمنٹ کے اندر اور باہر حکومت پر دباؤ بڑھانے کے لیے اقدامات اور تحریک کو کامیاب بنانے کے سلسلے میں اپنی سفارشات مرتب کرے گی ۔ اس موقع پر ملی یک جہتی کونسل کے تمام شرکاء جماعتوں نے یہ واضح اعلان اور عہد کیا ہے کہ ہمارے سیاسی راستے خواہ کتنے بھی الگ کیوں نہ ہوں ملک میں شریعتِ مطہرہ کے نفاذ اور اصلاح معاشرہ کے لیے یہ کمیٹی جتنے بھی آئینی اور قانونی اصلاحات تجویز کرے گی یا اقدامات کرے گی ہم اس کے لیے ہر قسم کی منفعت قربانی بھی دیں گے اور ہر ممکن جائز کوشش بھی کریں گے ۔ (روزنامہ خبریں ۵ /اگست)

آج (۱۴ اگست) ہم بہ حیثیتِ مجموعی جس حال کو پہنچ چکے ہیں نہ چھپا ہوا ہے اور نہ چھپایا جاسکتا ہے ۔ آزاد ہیں اور غلامی سے باہر نہیں نکلے ۔ مختار ہیں صرف مقروض ہونے کے لیے ۔ ملک رکھتے ہیں اور مالک الملک سے شرمندہ ہیں ۔ زمین مانگی تھی کہ زندگی کا ایک مفہوم دنیا کو سمجھائیں گے ۔ آج نسلوں تک کو گروی کیے بیٹھے ہیں ——— یہی نیلا آسمان تھا جس نے خلق کو خدا سے پیمان باندھتے دیکھا اور پھر اس پیمان کو پارہ پارہ ہوتے بھی دیکھا ۔ تب سزا سے وہ کیوں محفوظ رہتے جن کے لیے جزا کا دروازہ کھلا ہوا تھا ——— زبان سے پھرے تو زبانوں کے فتنے چڑھ دوڑے ۔ نصب العین سے منہ موڑا تو نفرتیں گھات میں بیٹھی تھیں ۔ تشخص کھویا تو قوم پر قومیتیں ٹوٹ پڑیں ، شاہراہ کے مسافر پگڈنڈیوں میں بٹ گئے ۔ انصاف کی جگہ غصب کا سلسلہ چلا تو پوری قومی زندگی زہر آلود ہوگئی ۔ اوپر والے ڈنڈی مارتے ہوئے نظر آئے تو ریڑھی والا کیوں پیچھے رہ جاتا ۔ یوں نظمِ مملکت بگڑا تو کاروبارِ حیات بگڑ گیا ، کیا بگڑا ؟ کہ پورا ملک شعلۂ جوالہ بن گیا ۔ باجوڑ اور ملاکنڈ میں نفاذِ شریعت کے مطالبہ کی پاداش میں بہیمیت

درندگی کا جو کھیل کھیلا گیا شاید تاریخ میں اس کی نظیر نہ ملے، ابھی یہ زخم مندمل نہیں ہوئے تھے کہ خیبر ایجنسی جو امن کا گہوارہ نفاذ شریعت کا مرکز حدود و قصاص اور شرعی قوانین کے نفاذ اور اس کے برکات کا مظہر تھا کو بھی فتح کرنے کے جنون میں ظلم و تشدد، بربریت، سفاکیت، سنگدلی، بے رحمی اور شقاوت کا وہ ظالمانہ کردار ادا کیا گیا کہ ہلاکو اور چنگیز خان کے مظالم کی تاریخ بھی پیچھے رہ گئی۔

آج آئینے کے سامنے کھڑے ہیں اور دیکھ رہے ہیں۔ لیکن صورت ہے کہ پہچانی نہیں جاتی۔

یقیناً یہ وہ آخری حد ہے جس کے بعد جو کچھ ہونا ہے، اس کے مجرم ہم خود ہوں گے۔ آنکھیں آج کھولنی ہیں ورنہ کل تو یہ بند ہو چکی ہوں گی۔

تعلیم کا جو حال ہے اسے طالب علم میں دیکھ لیجئے۔ تجارت میں جتنی دیانت رہ گئی ہے اسے کون نہیں بھگت رہا ـــــــ سرکاری دفاتر، نجی ادارے، منڈیاں، بازار، کھیت، کھلیان، آجر اجیر، جہاں بھی اور جس کے ہاں بھی اعتماد مجروح ہونے سے بچ جائے، اسے مسلسل مٹائے جانے والے اخلاق کی سخت جانی سمجھنا چاہیئے ورنہ اس کی گنجائش معلوم۔

صحافت جرائم کی روداد بھی بیان کر رہی ہے اور جرائم کے جراثیم بھی پھیلا رہی ہے۔ غیروں کی ثقافت ان کے رنگین صفحات میں دیکھ لیجئے ـــــــ اصولوں کی پاسداری کا دعویٰ کرنے والے جرائد تک، احادیث کے اشتہار بھی شائع کر رہے ہیں اور ماڈل گرلز کی اشاعت کے لیے بھی حاضر ہیں۔

جملہ ذرائع ابلاغ کام کر رہے ہیں۔ الیکٹرانک میڈیا بھی مصروف ہے۔ لیکن ابلاغ کس چیز کا ہو رہا ہے۔ ملک کے منصوبوں، قوم کی صلاحیتوں اور وسائل کی دولت کو اگر اجتماعی سیرت کی تعمیر کے لیے استعمال کیا جاتا تو یقیناً ماحول میں اس کا ثبوت موجود ہوگا ـــــــ وہ ثبوت کہاں ہے؟

اب گلیوں اور نالیوں کی مرمت کا نام پیپلز پروگرام اور تعمیرِ وطن ہے۔ افکار کو مسمار کرتے ہیں اور سڑکوں سے بہلاتے ہیں۔ اس سے کوئی غرض نہیں کہ ان سڑکوں کے دونوں طرف قطار در قطار فحش پوسٹر ان کی تقریروں اور مسلمان معاشرے کے لیے ان کے دعووں کا مذاق اڑا رہے ہیں۔ نہ انہیں اس کی کوئی پرواہ ہے کہ کس طرح بستی بستی اور شہر شہر سینما ہالوں کے باہر، فلموں کی پبلسٹی اور نمائش کے طور طریقے، ٹی وی پروگرام و ڈیو سنٹر، حیا اور اخلاق کے اٹھتے جنازے بن گئے ہیں ـــــــ وہ رات دن اس ملک کے رہنے والوں سے اپنی محبت اور اپنے خلوص کا اظہار کرتے ہیں۔ کیا وہ اس ملک کی سڑکوں اور چوراہوں اور بازاروں سے کبھی نہیں گذرے۔ ان کی آنکھوں نے کچھ نہیں دیکھا؟ وہ ڈش انٹینا کے ذریعہ مغربی میڈیا کی یلغار آنکھوں سے نہیں دیکھ رہے؟ پھر کیا ان کے اندر کوئی

اضطراب پیدا ہوا؛ قوم کے بچوں کو بگاڑ سے بچانے کے لیے کوئی ٹیس اٹھی؟ اپنے دین ہی کا کوئی حکم یاد آیا؟ بیجنگ کانفرنس کا آخر ملک کی نظریاتی اساس قومی ترقی اور اخلاق و اقدار سے کیا واسطہ ہے کہ اس میں شرکت ضروری ہے پاکستان میں عالم اسلام کی خواتین پارلیمانی ارکان کی نمائندہ کانفرنس کے انعقاد اور وزیر اعظم کا اپنی تقریر میں مردوں اور عورتوں کے درمیان صنفی محاذ آرائی کی نئی صف بندی کی تلقین میں ملکی تعمیر کے کون سے راز مضمر ہیں؟ — آخر ملک گارے اور پتھر اور سیمنٹ سے مضبوط ہوتے ہیں یا انسانوں اور ان کے کردار سے؟

ملک میں ہر طرف ہر منظر اپنی کہانی خود بیان کر رہا ہے۔ اس سے اجتماعی خود فریبی میں مبتلا نہیں ہونا چاہیے کہ سب کچھ خود بخود ہو رہا ہے، کوئی قدم نہیں اُٹھتا، اگر اٹھایا نہ جائے۔ کروڑوں انسانوں کے اس ملک میں اگر انسانیت پیچھے ہٹتے ہٹتے دیوار سے جا لگی تو اس کا ایک سبب ہے۔ صرف ایک بنیادی سبب! کہ ان کروڑوں انسانوں سے ان کی یکسوئی چھین لی گئی ہے۔ انہیں ان کے نصب العین سے محروم کر دیا گیا ہے۔ ان کے سامنے زندگی کا وہ مقصد ہی نہیں رہا جو انہیں ہر عظمت دے سکتا تھا۔ وہ ایک نظریہ رکھتے تھے۔ ایک دین ان کی سب سے بڑی دولت تھا۔ ایک نظام کا انہیں نمونہ پیش کرنا تھا۔ اس کی بدولت وہ پوری دنیا کے لیے مثال بن سکتے تھے اس کے بغیر وہ پوری دنیا کے نقال بن کر رہ گئے ہیں۔

یہ یقیناً ان انسانوں کا المیہ نہیں ہے جو پہلے دن سے اس ظلم کی راہ میں حائل ہوئے اور اب تک اس سے لڑ رہے ہیں۔ بھلائی کے قافلے کا سفر جاری ہے۔ کتنے ہی جسم و جان کی ساری قوتیں قربان کرتے ہوئے رخصت ہوئے اور کتنے ہی جسم و جان کی تمام توانائیاں صرف کرتے ہوئے چل رہے ہیں، مولانا سمیع الحق کی بنائی ہوئی ملی یکجہتی کونسل بھی اسی سلسلہ عزیمت کی ایک کڑی ہے جس کا مذکورہ فیصلہ حوصلہ افزا ہے جو اپنے قول و عمل سے ایک ہی دعوت دہرا رہی ہے کہ سرخروئی کا راستہ آج بھی ایک ہی ہے۔ فلاح آج بھی اسی میں ہے اور اس کے سوا کسی میں نہیں ہے کہ جس کے بندے ہو، اس کی خوشنودی کی فکر کرو۔ جس نظامِ زندگی کو اس نے اپنے بندوں کے لیے پسند فرمایا ہے، اس سے اپنی زندگی کو محروم رکھ کر کیسے کہہ سکو گے کہ ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی۔

تو اس تاریکی کے باوجود، جو مسلط کر دی گئی ہے قومی وحدت اور اتحاد کے داعی (ملی یکجہتی کونسل جس کی تازہ ترین صورت ہے) چراغ جلانے والے چراغ جلا رہے ہیں۔ اور جو چراغ جلاتے جلاتے مر جاتے ہیں، وہی خوش نصیب ہیں۔ خسارہ تو ان کا ہے جو آنکھیں رکھتے ہوں، چراغ بھی روشن ہوں، اور پھر بھی کچھ نہ دیکھ سکیں۔

کونسل کا قیام مبارک ہے تحریک کے چاروں صوبوں میں کامیاب اجلاس ہوئے عوام میں پذیرائی اور قبولیت بھی حاصل ہوئی ۲۷ مئی کی پہیہ جام ہڑتال تاریخی تھی محرم الحرام میں امن بھی مبارک پیش رفت ہے اور چھٹے اجلاس میں ملک میں نفاذِ شریعت کے لیے مؤثر تحریک چلانے کا فیصلہ لائق صد تحسین ہے

تاہم اجتماعی سفر کے کچھ آداب ہوتے ہیں۔ کارواں ایک وسیع تر رفاقت کی علامت ہوتا ہے۔ سفر کبھی جاری نہیں رہ سکتے اگر قدم ایک سمت میں نہ اٹھ رہے ہوں۔ قافلہ تشکیل ہی نہیں پاتا اگر یکسوئی اور یگانگت نہ ہو۔ کچھ تقاضے پورے کرنے کے لیے ہوتے ہیں۔ ورنہ جتنے افراد، اتنی پگڈنڈیاں۔ اپنا اپنا سفر اور اپنی اپنی سمت۔

جب کہ کارواں میں ڈھلنا، انسانوں کی انفرادیت کے ہوتے ہوئے، ان کی اجتماعیت کا عمل ہوتا ہے ہمیں قائدین پر اعتماد ہے یہ لوگ اگر معاشرے کے بکھرے ہوئے افراد ہوتے تو اپنی اپنی زندگی جی چکے ہوتے۔ لیکن اب وہ محض افراد نہ رہے، وہ کارواں بنے، اور اسی لیے اب تک قافلے کے ساتھ ہیں۔ قافلہ چلتا رہے گا اور لاکھوں کروڑوں انسان ان کے اخلاص، ان کے ایثار اور ان کی استقامت کی شہادت دیتے چلے جائیں گے اور ان کے ہم سفر ہونے کو اپنا اعزاز، اپنی سعادت سمجھیں گے۔

یہ مقام ملتا ہے۔ اور کون نہیں جانتا کہ کیوں ملتا ہے۔

اس مذہبی قافلے کی ایک تاریخ بنے گی۔ اگر یہ قافلہ اپنے مقصدِ وجود کی بدولت پہلے دن سے باطل کی نگاہ میں کھٹک رہا ہے اور اپنے نصب العین کے ساتھ ہر باطل کی نگاہ میں کھٹک رہا ہے تو کیا یہ دیکھنا بہت دشوار ہے کہ عملاً ——— حق اور باطل کی کشمکش کے فریق یہاں کون سے ہیں۔

ہمارے عہد کا سب سے بڑا معرکہ خیر و شر ہماری آنکھوں کے سامنے بپا ہے۔ نہ خیر کسی خول میں سمٹ کر رہ گیا ہے اور نہ شر اسے کچلنے میں کوئی کمی کر رہا ہے۔ کون سی منزلِ دار و رسن خیر کی راہ میں نہیں آئی اور کونسا بے بنیاد وار شر نے اس پر نہیں کیا۔ خیر اگر افغانستان، کشمیر، بنگلہ دیش، بھارت اور وسطی ایشیا کی نو آزاد مسلم ریاستوں سے لے کر بوسنیا، برطانیہ، امریکہ اور افریقہ میں برسرِ عمل ہے تو شر اپنے عالمی اجارہ داروں اور ان کے مقامی کارندوں کے ساتھ ہر جگہ ہر بدی کی سرپرستی کر رہا ہے ——— یہ منظر تسلیم کیے جانے کا محتاج نہیں ہے یہ منظر موجود ہے۔

قافلہ چل رہا ہے اور پتھر چاروں طرف سے آ رہے ہیں۔ کانٹے ملک کے طول و عرض میں بکھرے ہوئے ہیں دیکھنا تو ہر ایک کو اب یہ ہے کہ ان حملوں میں کہیں کوئی پتھر اس کا بڑھایا ہوا تو نہیں ہے کچھ کانٹے اس کے بچھائے ہوئے تو نہیں ہیں۔ کیونکہ نہ عرصہ حیات بے پناہ اور نہ مہلت بے حد و حساب۔ اور جوابدہی

تو ایک کنکری بھی ہوتی ہے ۔

کچھ لوگوں کا مقصد چونکہ مملکت عزیز پاکستان کے نصب العین کا راستہ روکنا ہے ۔ اس لیے آنے اور جانے والی حکومتیں پاکستان کی یوم تاسیس سے لے کر آج تک ایک ہی کام میں مصروف ہیں اور اس معاملے میں اُن کے درمیان کوئی بُعد نہیں ہے کہ اس ملک میں اسلامی نظام کے لیے کام کرتے والوں کا اعتماد ہرگز نہ قائم ہونے دیا جائے چنانچہ یکجہتی کونسل کے سلسلہ میں بھی بین الاقوامی سازشی قوتوں سمیت ملک کے حکمرانوں اور سیاسی بزرگ جمہروں نے یہی وطیرہ اپنا لیا ہے ۔

یہاں کوئی ابھرے کوئی ڈوبے ، کوئی آئے ، کوئی جائے ، بے دینی پھیلے ، الحاد فروغ پائے ، مادہ پرستی کا چلن ہو مغربیت کو بالادستی ملے ، بے حیائی عام ہو ، بد دیانتی طرز حیات بن جائے ، بد عنوانیاں ، انصاف کو چاٹ جائیں کوئی بدی ایسی نہ رہ جائے جسے کھلا میدان نہ ملے ، قدریں بدل جائیں ، معیار الٹ جائیں جھوٹ کا راج ہو علاقائیت جڑیں پکڑے ، لسانیت بنیادیں اکھاڑ دے جینتیں اسے ایک قوم نہ رہنے دیں ، بھائی بھائی کا گلا کاٹے سکون لٹ جائے ، تحفظ نہ جان و مال کے لیے ہو نہ عزت و آبرو کے لیے رہے ۔ یہ ملک ہر ازم کے لیے تر نوالہ بن جائے اور ہر پستی کے لیے نرم چارہ ۔ یہ اضحوکہ بنے اس کی رسوائی ہو جگ ہنسائی ہو کوئی پرواہ نہیں جو کچھ ہو رہا ہے ، ہوتا رہے اس کا یہی حال رہے اس کا مستقبل دکھائی نہ دے سب کچھ ہو لیکن یہاں اسلام کے نظام کے لیے کام کرنے والوں کا اعتماد کسی صورت میں قائم نہ ہونے دیا جائے انہیں ہرگز اس ملک کے رہنے والوں کی امیدوں کا مرکز نہیں بننا چاہیئے ——— یہ ہے وہ کھیل جو برسوں سے یہاں کھیلا جا رہا ہے ———

اتحاد ، باہمی اعتماد شرح صدر ، استدلال ، استقلال اور ا[illegible]ت کے لحاظ سے کونسل کے قائدین کو ایک مثال قائم کرنی چاہیئے جواب تک بننے والے قافلوں کے ہاں کمیاب رہی ۔ آج اگر مختلف مسلک لیکن ایک مقصد رکھنے والے انسانوں کا یہ قافلہ بغیر کسی الجھن کے اپنا سفر جاری رکھے ہوئے ہے تو یقیناً اس کی ایک بنیاد ہے ۔

سب پر روشن ہے اور ہر ہوشمند پر روشن ہونا چاہیئے کہ اگر مزاج جدا ہو سکتے ہیں تو مسلک بھی جدا ہو سکتے ہیں ۔ لیکن اگر میزان ایک ہے اور جانا اسی میزان کے سامنے ہے تو پھر ایک مقصدِ حیات بھی ہونا چاہیئے ——— اور مسلمان فرد ہو یا معاشرہ ، اس کا مقصدِ حیات ، اس کی منزل ، اس کا نصب العین ——— خالق کی خوشنودی کے سوا کیا ہو سکتا ہے ۔

اور پیش نظر خدا کی رضا ہو تو بحیثیت اجزائے ملتِ اسلامیہ، سب کی ایک ضرورت باہمی تعاون اور توازن ہے یہی بنیاد ہے جس پر سب متحد ہوئے منظم ہوئے۔ ایک تحریک اٹھی۔ ایک قافلہ چلا۔ اور سب سے پہلی دولت جو اس قافلے نے پائی، اعتدال کے لیے اس کا یہی احساس ہے جس نے اس کے اتحاد کو ناقابلِ تسخیر بنا دیا ہے، اس قافلے میں راس کماری سے تورخم تک ملک کے ہر حصے اور ہر مسلک کے انسان شامل ہیں۔ یہی عالم اس کی قیادت کا ہونا چاہیئے۔ اب دیکھنا ہے کہ وہ اس اعتماد اور عوام کے حسنِ ظن کو کہاں تک نبھاتی ہے

جب کہ یہ حالات موجودہ یک جہتی کونسل کی قیادت نے " ملک میں نفاذ شریعت کے لیے مولانا سمیع الحق کی صدارت میں کمیٹی بنا لی ہے تو اب آگے بڑھ کر وقت کے اس سب سے بڑے سوال کا جواب دینا ہے کہ پاکستان میں اسلامی قانون کا نفاذ کیسے اور کس تدریج کے ساتھ ہو سکتا ہے اور غلامی کے قانونی تسلسل اور تسلط سے کس طرح نجات پائی جاسکتی ہے اور کیسے صحیح رخ پر قدم بڑھا کر ۴۸ سال کے بعد بھی ایک ملت کے خواب کی تعبیر دیکھی جاسکتی ہے جس تعبیر کے لیے یہ خطۂ زمین حاصل کیا گیا تھا۔

اور وہ کونسا نسخۂ عمل اختیار کیا جا سکتا ہے کہ جس کے استعمال سے اس معاشرے کو اس ملک کو اس کے رہنے والوں کو اور ان کی آئندہ نسلوں کو، ان کے مقصدِ حیات سے اور ان کے نصب العین سے وابستہ کر کے پوری ملت کی تقدیر تبدیل کر دی جائے۔

(عبدالقیوم حقانی)

اقتدار کے ایوانوں میں
شریعت بل کا معرکہ
مولانا سمیع الحق
ملکی تاریخ میں نفاذ شریعت کی جدوجہد کا روشن باب، ایوان بالا (سینیٹ) ...
مؤتمر المصنفین
دارالعلوم حقانیہ ○ اکوڑہ خٹک ○ نوشہرہ
سرحد، پاکستان